



سوال

(45) بنک سے قرضہ لی کر بنائی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کارڈف سے محمد دین صاحب لکھتے ہیں۔ یہاں کارڈف شہر میں پہلے سے تین مسجدیں منظور شدہ ہیں لیکن ہمارے اس علاقے میں مسجد کی ضرورت تھی چنانچہ اس ضرورت کے پیش نظر قریباً ساڑھے تین سال سے ایک مکان کو مسجد میں تبدیل کر کے اس میں عبادت کی جا رہی ہے لیکن اب تک اس کی بحیثیت مسجد منظوری نہیں ملی۔ چنانچہ یہاں کی مسلم ایجوکیشن اینڈ ویلفیئر سوسائٹی آف ویلز نے قریباً ایک سال پیشتر مسجد کے لئے ایک بڑی جگہ کا ۵۱ ہزار پونڈ میں سودا کیا۔ سودا کرتے وقت یو ایم اے نے پوری عمارت کی رقم بطور قرض حسنہ لینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس امید پر سوسائٹی مذکورہ نے عمارت کا دس فی صد بیعانہ قریباً چھ ہزار پونڈ ادا کر دیا اور باقی رقم کا یو۔ ایم۔ او کی طرف سے انتظار کرنے لگے۔ عین موقع پر جب بتایا قیمت کی ادائیگی کا وقت آیا تو یو۔ ایم۔ اور نے اپنی مجبوریاں ظاہر کر کے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ سوسائٹی مذکورہ نے ممبران سے صلاح و مشورہ کر کے میٹنگ بلائی جس میں ممبران کی اکثریت نے سود پر رقم لینے سے منع کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ سود پر رقم لینے سے چھ ہزار بیعانہ کا نقصان بہتر ہے۔ کچھ دیر بعد سوسائٹی مذکورہ کے عہدے داروں نے اپنی ذمہ داری پر بینک سے سود پر رقم کے کر عمارت خرید لی۔ اس پر بہت سے لوگوں نے سخت اعتراض کیا اور آج تک اس عمارت میں سود کی وجہ سے نماز بھی ادا نہیں کی۔ اب زیادہ رقم ادا ہو چکی ہے اور باقی کی بھی چند ہفتوں میں ادا ہونے کی امید ہے۔ پہلی شش ماہی کا پانچ ہزار پونڈ کا سود ایک تاجر نے ادا کیا۔ کیا یہ ساری رقم ادا ہو چکنے کے بعد اس عمارت کو مسجد کا درجہ دیا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ بات بڑی افسوس ناک ہے کہ اس ملک میں اکثر مسلمان سود کے بارے میں ہرگز احتیاط نہیں کرتے اور سود ادا کرنے کے سلسلے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے اور اس سے بھی زیادہ شرمناک بات یہ ہے کہ مساجد کی تعمیر پر ملی گئی رقم پر سود ادا کیا جائے۔ یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے جس کا کچھ لوگ ارتکاب کر رہے ہیں۔ سود کے بارے میں قرآن حکیم میں کتنی سخت وعید آئی ہے اور اتنے شدید الفاظ کسی دوسرے حرام کام کے بارے میں شاید نہیں آئے۔ ارشاد باری ہے:

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور باقی سود کی وصولی ترک کر دو اگر تم واقعی مومن ہو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کرو۔“ (البقرہ: ۲۷۹، ۲۸۰)

اس شخص کو کہاں اور کیسے پناہ ملے گی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کرے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مساجد کمیٹیوں اور اسلامی تنظیموں کی زمام کار ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہرگز نہ دیں جو حرام و حلال کی تمیز نہیں کرتے بلکہ حرام کھانے یا کھلانے پر لٹنے دلیر ہوں کہ مساجد کے تقدس کی پرواہ بھی نہ کریں۔ بہر حال سود لینے کا سارا گناہ سوسائٹی



کے عہدے داروں کے سر ہے اور اگر انہوں نے بینک کا سود اس چندے سے ادا کیا جو مسلمانوں سے مسجد کے نام پر اکٹھا کیا گیا تھا تو جرم اور زیادہ سنگین ہے۔

باقی جہاں تک اس مسجد میں نماز پڑھنے کا تعلق ہے تو اس میں بظاہر کوئی شرعی رکاوٹ نہیں بلکہ یہ بوجھ ان لوگوں پر ہوگا جو اس فعل بد کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لیکن یہ مسجد کسی کی ملکیت تو نہیں بنی۔ اللہ کے نام پر وقف ہے اس لئے اس میں نماز پڑھنا عبادت کرنا اور ہر قسم کے دینی شعا کی ادائیگی جائز و درست ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص 146

محدث فتویٰ